عذاب سے قبل اصلاح انسان کو تباہی سے بچالیتی ہے

(فرمودہ ۱۳- نومبر ۱۹۱۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کی تلاوت کی:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّ بَهُمْ وَ اَنْتَ فِيهِمْ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّ بَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔[1]

فرمایا:-

دنیامیں قسم قسم کے انسان ہوتے ہیں- بعض انسان ایک دفعہ حکم سن کر پوری طرح اس کی فرمانبرداری اوراطاعت کرتے ہیں- بعض کے دلوں میں باربار دہرانے سے نیکی اوربھلائی کاخیال پیداہوتا ہے- کچھ اورلوگ ہوتے ہیں جو باربارکہنے سے بھی توجہ نہیں کرتے لیکن اگران کو سختی سے کہا جائے تو وہ مان لیتے ہیں- کچھ ان سے بھی سخت طبائع ہوتی ہیں وہ سختی سے کہنے سے بھی نہیں مانتیں- بلکہ سخت ڈراورخوف ان کو بتایاجائے توسمجھ جاتی ہیں- اور پھرکچھ طبائع ایسی بھی ہوتی ہیں کہ دوسروں کوسزا بھگتتے دیکھ کرسچائی کو قبول کرلیتی ہیں- مگرکچھ لوگوں کے دل ایسے سخت ہوتے کہ جب تک خودان پرمصیبت نہ ٹوٹ پڑے، ان کے دل نرم نہیں ہوتے- ان میں سے وہ جماعت جو بِلاکسی جھڑکی، سرزنش، دھمکی، ڈراوے، سزا کانظارہ دیکھے اوراپنے اوپرمصیبت آنے کے، ہدایت کو قبول کرلیتی ہے وہ نہایت اعلیٰ درجہ رکھتی ہے- اور پھراس سے اُترکرجس طرح کوئی جماعت ہدایت کو قبول کرتی ہے اسی کے مطابق اس کادرجہ ہوتاہے- مومن انسان کویہ سوچناچاہیئے کہ میں کس جماعت میں شامل ہوں-

اِس میں تو کچھ شک نہیں کہ جو شخص بلا کسی قسم کی سرزنش کے بات مان لیتا ہے وہ ان کی نسبت جو مار کھاکر مانتا ہے باعزت ہوتا ہے۔ اور جو دھمکی سے یا مار کی وجہ سے مانتا ہے وہ گرے ہوئے اخلاق کا انسان ہوتا ہے اس لئے مومن کو باعزت جماعت میں ہی شامل ہونا چاہیئے۔ وہ انسان جو قیدخانہ میں جاکر کہے کہ اب مَیں بات مان لیتا ہوں وہ بہت ذلیل ہوجاتا ہے۔ اور لوگوں کی نظروں میں اس کی کچھ عزت نہیں ہوتی لیکن خداتعالیٰ فوراً کسی پر اپنا عذاب نازل نہیں فرماتا بلکہ ڈھیل دیتا ہے۔ اور بار بار ڈھیل دینے کے باوجود جب کوئی انسان نیکی اختیار نہیں کرتا تو خداتعالیٰ سزا کا طریق استعمال کرتا ہے۔ پہلے صرف نصیحت اور ذکر ہی فرماتا ہے۔ مگر جب لوگ نہیں مانتے تو عذاب نازل کرتا ہے۔ پھر اس عذاب کا کون مقابلہ کرسکتا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ مشکل بھی نہیں۔ کیونکہ مشکل کو بھی انسان حل کرہی لیتے ہیں۔ خداتعالیٰ کے عذاب کا مقابلہ تو ممکن ہی نہیں کہ کوئی کرسکے۔ خدا کی طرف سے ایک ذرہ تکلیف کو بھی انسان برداشت نہیں کرسکتا۔ اور پھر ہزاروں خدا کے عذاب کی راہیں ہیں۔ بیماریاں ملکوں کے ملک ویران کردیتی ہیں' قحط سے لوگوں کے بُرے حال ہوتے ہیں' وہی اولاد جس کیلئے وہ ہر ایک تکلیف کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہوجاتے ہیں' بچہ بیمار ہوتا ہے تو ماں راتوں کو جاگتی ہے لیکن قحط کے دنوں میں خدا کا ایسا سخت عذاب نازل ہوتا ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو بھی کھاجاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ کسی شخص نے بیان کیا کہ ایک دفعہ قحط کے دنوں میں ہم کشمیر جارہے تھے راستے میں ایک جگہ ہم نے دیکھا کہ آگ جلا کر کسی نے بچہ بھون کر کھایا ہے اور اس کی ایک ران پھر کھانے کیلئے رکھی ہوئی ہے۔ تو خداتعالیٰ کی گرفت اور عذاب کے وقت لوگ سب کچھ بھول جاتے ہیں کیونکہ اللہ کے عذاب کوئی معمولی عذاب تو ہوتے نہیں ان کا مقابلہ انسانوں کی تکلیفوں اور عذابوں سے کرنا سخت نادانی اور بیوقوفی ہے۔ خداتعالیٰ کے عذاب کے وقت کوئی پیاری سے پیاری چیز کسی کو پیاری نہیں رہتی۔ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ۔ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ۔ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ۔ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ [۲]۔

بھائی بھائیوں کو' ماں باپ بیٹوں کو' بیٹے ماں باپ کو' بی بی خاوند کو' خاوند بیوی کو چھوڑ کا بھاگ جاتا ہے۔ ہر ایک انسان اپنی اپنی حالت میں مبتلاء ہوتا ہے۔ اور کوئی کسی کی مدد کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ یوں جو لوگ جان قربان کرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں اس موقع پر ذرا بھی

کام نہیں آتے۔ تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بالکل اور چیز ہے اور انسانی عذاب اور چیز۔ پھر بہت بڑا احمق ہے وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے نازل ہونے کی ترتیب نہیں دیکھتا اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ عذاب نازل کرتا ہے جس طرح وہ رب ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ ربوبیت کرتا ہے اسی طرح عذاب بھی نازل کرتا ہے۔ لیکن جب عذاب نازل ہوجاتا ہے تو پھر وہ ایسی خطرناک صورت اختیار کرلیتا ہے کہ اس سے بچنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہوتی۔ تم خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کیلئے قرآن شریف نے دو طریق بیان فرمائے ہیں۔ جو آیت مَیں نے پڑھی ہے اسی میں یہ دو طریق درج ہیں۔ اول یہ کہ جس قوم میں نبی موجود ہو اس پر عذاب نازل نہیں ہوتا۔ یہ تو نبی کا جسمانی طور پر فائدہ ہے جو لوگوں کو ہوتا ہے۔ تو ایک نبی کا زمانہ ہو تو بھی خدا اس کی وجہ سے اس کی جماعت کو بچائے رکھتا ہے اور جماعت کیا نبی سے جسمانی تعلق رکھنے والے کفار کو بھی بچاتا ہے۔ دوسرا انسان گناہ کرکے خداتعالیٰ سے بخشش مانگے تو بھی عذاب سے بچ جاتا ہے۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان توبہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتا ہے تو خداتعالیٰ بہت خوش ہوتاہے۔ اور فرشتوں کو فرماتا ہے کہ میرے بندے کی حاجت پوری کردو۔ کیونکہ اس کو یقین ہے کہ میں گناہ معاف کرتا ہوں۔ اسی لئے میرے پاس آیا ہے اب مَیں ضرور اس کے گناہ معاف کردوں گا۔ تو دوسرا طریق یہ ہے کہ اگر انسان استغفار کریں اپنے گناہوں کے متعلق معافی کے طلب گار ہوں اپنے اندر عذاب سے بچنے کیلئے صلاحیت پیدا کرلیں تو ایسی حالت میں بھی خداتعالیٰ ان پر رحم کردیتا ہے۔ پہلی صورت تو کسی کسی زمانہ میں ہی میسر ہوتی ہے۔ لیکن جب یہ زمانہ ہو تو لوگوں کو دوسرا طریق ہی اختیار کرنا چاہیئے۔ یعنی اپنے گناہوں کی معافی چاہنے کیلئے خدا کے حضور گرنا چاہیئے۔ آج کل کا زمانہ بھی بڑا نازک ہے۔ ایک طرف دینی دنیاوی اور روحانی ابتلاء ہیں تو دوسری طرف عزتیں جانیں اور مال ابتلاء میں ہیں۔ دین کا یہ حال ہے کہ روز بروز کمزور ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ روحانیت کا یہ حال ہے کہ ایسے ایسے گندے اور مخرّب الاخلاق سامان دن بدن پیدا ہورہے ہیں جو روحانیت کو تباہ اور معدوم کرنے کیلئے کافی ہیں۔ جانوں اور جسموں کا یہ حال ہے کہ ہزاروں قسم کی بیماریاں اور تباہیاں پھیل رہی ہیں۔ عزت کا یہ حال کہ لڑائیوں نے سینکڑوں کو نہیں بلکہ ہزاروں ایسے لوگوں کو جو بڑی عزت اور توقیر رکھتے تھے معمولی انسان بنادیا ہے۔

غرضیکہ کوئی عذاب کا ایسا طریق نہیں جو باقی رہا ہو۔ دین برباد ہو رہا ہے' روحانیت تباہ ہو رہی ہے' حکومتیں مٹ رہی ہیں' عزتیں کھوئی جارہی ہیں' مال و دولت لوٹی جارہی ہے تو ایسے وقت میں بھی اگر کوئی انسان اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا تو اور کون سا وقت آئے گا۔ جبکہ وہ کرے گا۔ تم خوب یاد رکھو کہ آج کل عذاب کے دن ہیں۔ ان دنوں میں انسان کو خداتعالیٰ کے حضور بہت زیادہ گرنا چاہیئے۔ قادیان کے قریب ہی طاعون ہے اور سخت ہے اسے یہاں آتے ہوئے بھی دیر نہیں لگتی۔ لیکن تمہارے پاس ایک ہتھیار ہے۔ اس کو اگر تم چلاؤ تو وہ کبھی یہاں آنے کا نام بھی نہیں لے سکتی۔ وہ استغفار کا ہتھیار ہے۔ اگر کامل اصلاح کرکے توبہ میں لگ جاؤ تو اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ پھر ہم عذاب نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ سے سچا تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ دنیا کی حکومتیں وعدہ کرتی ہیں تو لوگ خوش ہوجاتے ہیں۔ اور جب خداتعالیٰ وعدہ کرے تو پھر کیوں بندہ خوش نہ ہو۔ سو تمہارے پاس ایسا ہتھیار ہے جو کسی حکومت اور کسی زبردست انسان کے پاس نہیں ہے۔ حکومتیں ہزارہا روپے صرف کرچکی ہیں۔ ڈاکٹروں نے بڑی بڑی عمریں اس پر صرف کردی ہیں کہ طاعون کا علاج معلوم ہو۔ لیکن جب آتی ہے تو کسی کی اس کے سامنے پیش نہیں جاتی۔ مگر تمہارے پاس وہ علاج ہے۔ کہ اگر تمام دنیا اس کو استعمال کرے تو ساری دنیا پر ہی طاعون کانام و نشان نہ رہے اور وہ علاج استغفار ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیکہ ہے کہ جو انسان لگائے اس کے قریب بھی طاعون نہیں آسکتی' پھر جس جگہ کے لوگ لگائیں وہاں بھی نہیں آسکتی' پھر جس ملک کے لوگ لگائیں وہاں بھی نہیں آسکتی' پھر ساری دنیا لگائے تو یہ دنیا سے ہی معدوم ہوسکتی ہے اور یہی ایک بلا نہیں جو آج کل نازل ہو رہی ہے۔ بلکہ قحط بھی پڑ رہا ہے اگرچہ قریباً چار ماہ سے غلہ ہندوستان سے باہر نہیں جاتا لیکن پھر بھی گرانی بہت بڑھ گئی ہے۔ اور گورنمنٹ قحط الاؤنس دے رہی ہے اور اس بات پر غور کیا جارہا ہے کہ کیوں غلہ مہنگا ہو رہا ہے۔ یہ تو ظاہری ابتلاء ہیں۔ جو اس وقت پوشیدہ ہیں مگر ظاہر ہونے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی نسبت لکھا ہے کہ اس کو زلزلے پر زلزلے آئیں گے۔ بہت مضبوط دل والے انسان قائم رہیں گے۔ اور کمزور دل والے تو کہہ اٹھیں گے کہ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ) یہ سلسلہ ہی جھوٹا ہے۔ دیکھو ایک دو زلزلے ہی کیسے خطرناک آئے ہیں کہ کئی لوگ علیحدہ ہوگئے ہیں۔ پھر چند دنوں سے مَیں متواتر دیکھ رہا ہوں کہ کچھ ابتلاء آنے والے ہیں۔ قریباً مہینہ ہونے کو ہے کہ

مختلف ابتلاؤں کا مجھے پتہ بتلایا گیا ہے۔ ان سب کا علاج صرف یہی ہے کہ استغفار کیا جائے اور اپنی اصلاح کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب بندوں کی طرح نہیں ہوتا کہ بس پیس کر ہی رکھ دیتا ہے بلکہ اگر انسان اصلاح کرے تو عذاب دُور بھی ہوجاتا ہے۔ پس اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو' استغفار میں لگ جاؤ اور دعاؤں میں مشغول ہوجاؤ۔ ابتلاؤں کے دور کرنے کے ذریعے قرآن شریف نے جو بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔ نماز' روزہ اور صدقہ۔ اور یہ بڑا مجرّب نسخہ قرآن شریف جیسی اعلیٰ نسخوں والی کتاب کا ہے۔ اس کے علاوہ استغفار کے بڑے مدارج ہیں۔ لیکن استغفار مُنہ سے ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ عمل سے بھی اس کا ثبوت ہونا چاہیئے۔

پس تم نماز' روزہ' صدقہ اور توبہ میں لگ جاؤ اور پیشتر اس کے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب آئیں اپنے اندر تبدیلی پیدا کرلو۔ ان علاجوں میں سے جس جس کی کسی کو توفیق ہے وہ اس پر عمل کرے۔ یاد رکھو کہ اگر تم تبدیلی پیدا کرلوگے تو خدا تعالیٰ تم کو ہر ایک قسم کے ابتلاؤں سے بچالے گا۔ اور اگر تم کوتاہی کروگے تو مَیں تو بڑے بڑے طوفان دیکھ رہا ہوں۔ تمہاری جماعت پہلے ہی کمزور ہے اگر اس پر کچھ اور بوجھ پڑ گیا تو تم جانتے ہی ہو کہ کیا حالت ہوگی۔ پس جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں وہ سن لیں اور جو نہیں بیٹھے ان کو سنادو۔ اب وقت ہے کہ کچھ کرلو۔ یہ خدا تعالیٰ کا تم پر بڑا فضل ہے کہ اس نے تم کو پہلے بتادیا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی قدرت اور عذاب کے نظارے دنیا میں دکھانا چاہتا ہے۔ اور جو لوگ ان لوگوں کی مشابہت اختیار کریں گے جن کیلئے عذاب نازل ہونے والا ہے ان پر عذاب آئے گا اس لئے تم آج ہی سے تبدیلی پیدا کرنی شروع کردو۔ اور جس کو خدا نے توفیق دی ہے صدقہ دے اور جس کو طاقت دی ہے روزے رکھے۔ اس وقت کے سوا اور کون سا وقت آئے گا جب کہ تم اصلاح کروگے۔ عذاب آجانے کے بعد پھر کوئی موقع اصلاح کا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی چور چوری کی نیت کرکے گھر سے نکلے اور وہ راستہ ہی سے پلٹ آئے تو وہ بچ سکتا ہے لیکن اگر کوئی چور سینده لگاتا ہوا پکڑا جائے اور وہ اس وقت کہے کہ اب مَیں توبہ کرتا ہوں تو کبھی نہیں بچ سکتا۔ پس اس وقت کو غنیمت جانو اور جس قدر بھی اپنی حالتوں میں تغیر پیدا کرسکتے ہو کرلو۔ جس وقت بڑے عذاب آتے ہیں اس وقت خدا تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی انسان اس کے حضور گر جائے تو وہ عذاب اس کیلئے فضلوں کا باعث ہوجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہم کو ابتلاؤں سے بچائے اور بجائے تنزّل کے ترقی عطا فرمائے۔ اور ہماری کمزوریاں دور کرکے ہمیں نیک اعمال کی

توفیق عطا فرمائے۔ خداتعالیٰ ہماری جماعت کے ہر ایک فرد پر اس دنیا میں اور مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد بھی اپنے افضال نازل فرمائے۔ اور جماعت کو ہر قسم کے تفرقہ اور ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(الفضل ۱۹۔نومبر ۱۹۱۴ء)

۱؎ الانفال:۳۴ ۲؎ عبس:۳۵تا۳۸